مولانا راشد الحق سمیع حقانی

کیتھولک چرچ اور پوپ کا اعترافِ جرم

تیسرے عیسوی میلینئم کے آغاز کی مناسبت سے پوپ جان پال نے ۱۱ر مارچ ۲۰۰۰ء کو ویٹیکن سٹی میں عالم عیسائیت کی طرف سے دنیا بھر میں اور خصوصاً مسلمانوں پر جو مظالم ڈھائے گئے تھے' اس پر معافی مانگی تھی اور اپنے گناہوں اور مظالم کا اعتراف کیا تھا۔ ایک بار پھر موجودہ پوپ نے اسلام اور محسن انسانیت ﷺ اور خصوصاً جہاد کے بارے میں اپنے خبث باطن کا اظہار کیا ہے۔ (حالانکہ خود عالم عیسائیت نے صلیبی جنگوں میں جتنے بے گناہ مسلمان مارے اور اب تک مار رہے ہیں' اس کی نظیر تاریخ میں مشکل سے ملتی ہے۔ لیکن پھر بھی ''پارسائی'' اور امن کا درس دیتے یہ نہیں تھکتے۔) لیکن مسلمانوں کے بروقت احتجاج کے خوف سے بچنے کیلئے پوپ نے فوری معافی مانگ لی ہے۔ اُس تناظر میں راقم نے تقریباً چھ برس پہلے عالمِ عیسائیت کے مظالم اور پوپ کی معافی پر ایک مختصر مضمون لکھا تھا۔ اسی مناسبت سے وہ تاثرات دوبارہ نذر قارئین ہیں۔ ....(مدیر)

گزشتہ ماہ ۱۱ر مارچ ۲۰۰۰ء کو عالمِ عیسائیت کے روحانی مرکز 'ویٹی کن سٹی' میں کیتھولک عیسائی فرقے کے مذہبی راہنما پوپ جان پال نے چرچ سے وابستہ سینکڑوں پادریوں اور کارڈینلوں کے ہمراہ تیسرے عیسوی میلینئم کے آغاز کی مناسبت سے ایک بہت بڑی تقریب میں دنیا بھر کے مظلوموں سے عالم عیسائیت اور کلیسا کی طرف سے گزشتہ دو ہزار سال میں ڈھائے گئے مظالم کی معافی مانگی اور پوپ۔ نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے گناہوں کا اعتراف کر کے اپنی مغفرت کیلئے دعائیں طلب کیں۔ ہم عالم عیسائیت کے روحانی پیشوا پوپ جان پال اور کیتھولک چرچ کے ''اعترافِ گناہ'' (یعنی اعترافِ جرم) کو تسلیم کرنے پر وسیع القلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس بڑے اقدام کا محتاط انداز میں خیر مقدم کرتے ہیں۔ یقیناً یہ ایک اچھی مثال ہے کہ انسان اپنے گناہوں اور اپنے مظالم کا اعتراف کر لے۔ بالآخر عالمِ عیسائیت کو اپنے بدترین دو ہزار سالہ مظالم کو تسلیم کرنا پڑا۔ ضمیر کی خَلش اور جرائم کا بوجھ اٹھائے ہوئے عالم عیسائیت دو ہزار سال تک ڈھٹائی کے ساتھ اپنے غلط موقف پر ڈٹی رہی۔ لیکن آخر کار انہیں یہ بھاری بھرکم بوجھ مظلوموں کی چوکھٹ

پر رکھنا ہی پڑا۔ تاریخِ عالم کی مجروح کتاب اٹھا کر دیکھئے تو آپ کو اس میں ایک ایسے مذہب کے ظلم وستم کی خون ریز داستانیں دیکھنے کو ملیں گی جسکی بنیاد امن وسلامتی، ایثار اور جذبہ برداشت کے اصولوں پر رکھی گئی تھی اور جسکے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ ''اگر کوئی تمہیں ایک تھپڑ مارے تو تم دوسرا گال بھی اسکے سامنے پیش کرو مگر اسے ضرر نہ پہنچاؤ۔'' لیکن اس کے برعکس عالم عیسائیت نے ظلم وستم، غصب، چھینا جھپٹی، قتل وقتال اور انتہا پسندی کو اپنا شعار بنایا۔ آغاز یہودیوں کے قتل عام سے کیا گیا اور بعد میں دیکھتے ہی دیکھتے انہیں مسلمانوں کے خونِ ناحق کی چاٹ لگ گئی لیکن پندرہ سو برس سے آج تک ان کی خونی پیاس نہ بجھ سکی۔ گزشتہ دو ہزار سال کے آخری ادوار کی دہلیز بھی انہوں نے بوسنیا، کوسوو اور چیچنیا میں مسلمانوں کے مقدس خون ناحق میں ڈبو دی۔ تھوڑا عرصہ قبل جب نیٹو سرب جارحوں پر برائے نام حملے کر رہی تھی تو اسی پوپ جان پال اور کیتھولک چرچ نے نیٹو سے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار بار بار کیا۔ لیکن جب یورپ ہی کے بے گناہ مسلمانوں کو کوسوو میں تہ تیغ کیا جا رہا تھا تو پوپ جان پال اور چرچ دونوں خاموش رہے۔ یہ عدل وانصاف کے ماپنے کے چرچ کے پاس کیسے بے مثال پیمانے ہیں؟ بقول ایک عیسائی رہنما بشپ واصل ''بوسنیا کے مسلمانوں کے خلاف لڑی جانے والی جنگ 'جنگ مقدس' ہے'' (اگست ۱۹۹۲ء) اسی لئے انہوں نے بوسنیا اور کوسوو وغیرہ میں دہرا معیار اپنائے رکھا۔ اسی طرح تعصب کی دوسری مثال ہمارے سامنے ہے جب چند ماہ پیشتر امریکی صدر بل کلنٹن روم کے دورے پر آئے تو وہاں کے لاکھوں متعصب عیسائیوں نے ویٹی کن چرچ کے زیر سایہ تشدد آمیز مخالفانہ مظاہرے امریکی صدر کے خلاف کئے کہ اس نے کیوں سربوں کا ہاتھ روکا کیونکہ اس نے بظاہر مسلمانوں کی طرفداری کی ہے (جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں تھا) عالم عیسائیت کی مسلم دشمنی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ صحابہ کرامؓ کے عہد مبارک سے ہی عالم عیسائیت نے مسلمانوں کے خلاف طبلِ جنگ بجا دیا تھا۔ پھر بعد میں صلیبی جنگوں کی صورت میں عالم عیسائیت نے عالم اسلام کو مٹانے کی بھرپور کوششیں شروع کردیں۔ لیکن اس میں شکست کے کچھ عرصے بعد انہوں نے مسلمانوں پر نئے سرے سے یلغار کردی۔ جو آج تک مسلسل ہمیں کسی نہ کسی صورت میں ہر جگہ نظر آتی ہے۔ خصوصاً سوویت یونین کی شکست وریخت اور کمیونزم کی ناکامی کے بعد تو مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کردیا گیا ہے۔ مغربی میڈیا میں مسلمانوں کے خلاف بنیاد پرستی (Fundamentalism) انتہا پسندی، قدامت پرستی، رجعت پسندی اور تنگ نظری کا مستقل پرچار کیا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کو دہشت گردی وغیرہ کا طعنہ دینے والے ذرا انصاف سے کام لیں کہ گزشتہ دو ڈھائی سو برسوں میں کسی ایک مسلمان ملک نے کسی دوسرے مذہب سے وابستہ ملک پر حملہ کیا ہے؟ یہ عالم عیسائیت اور مغربی ممالک ہی ہیں جو آئے روز عالم اسلام کو اپنا شکار بنا رہے ہیں۔ دنیا کے دوسرے مذاہب اور اقوام نے بھی اس تعصب کو اب پہچان لیا ہے۔ شاید اسی لئے اب ویٹی کن سٹی کے زیر اہتمام یہ تازہ کھیل تماشہ منعقد کیا گیا

ہے۔ معلوم نہیں کہ اسکی تہہ میں کیا چھپا ہے؟

عالم عیسائیت کے ماضی کی عیارانہ چالیں کیا عالم اسلام فراموش کرسکتا ہے؟ آج بھی عالم اسلام کے قلب و جگر (کوسوو اور چیچنیا اب افغانستان عراق لبنان) عالم عیسائیت کی دست اندازیوں اور سازشوں کے طفیل بری طرح مجروح نہیں ہو رہے؟ کیا پوپ اور چرچ ان ظالم قوتوں کو روک نہیں سکتے؟ یا ان قوتوں سے اپنے آپ کو بری الذمہ قرار نہیں دے سکتے؟ عالم اسلام کی تباہی اور بربادی میں کیتھولک چرچ ہمیشہ پیش پیش رہا ہے۔ آیئے اس کا ایک مختصر سا جائزہ لیتے ہیں۔

۱۰۹۵ء میں عالم عیسائیت کے روحانی پیشوا پوپ اربن ثانی نے عالم اسلام کے خلاف صلیبی جنگوں کا آغاز کیا اور ان جنگوں کو "مقدس جنگ" قرار دیا گیا اور ان میں لاکھوں مسلمانوں کا بیدردی سے قتل کیا گیا۔ (گو کہ ان جنگوں میں کامیابی مسلمانوں کا مقدر بنی اور عظیم جرنیل سلطان صلاح الدین ایوبی نے انکا غرور خاک میں ملا دیا۔) ایک عیسائی مؤرخ نے اپنے ہم مذہبوں کی سفا کی کی داستان یوں بیان کی ہے" کہ اس وقت القدس کی گلی گلی کوچوں میں مظلوم شہریوں کا اتنا خون بہایا گیا کہ گلی کوچوں میں گھوڑوں کے ٹخنے خون میں ڈوب جاتے تھے اور ان گلی کوچوں میں مسلمان عورتوں اور بچوں کی لاشیں خون کی ندیوں میں تیرتی ہوئی نظر آتی تھیں۔"

ڈیڑھ سو سالہ صلیبی جنگوں کے بعد بھی عیسائیوں نے ایک خاص حکمت عملی سے عالم اسلام اور سلطنت عثمانیہ کی عالمگیر خلافت کو پاش پاش کرایا۔ (اس سلسلے میں برٹش جاسوس ھیمفرے کے اعترافات پڑھنے کے لائق ہیں۔) بعد میں عالم عیسائیت نے عالم اسلام کو اپنی کالونیز کے جال میں دبوچا اور تقریباً کئی سو سال تک برصغیر ان کے زیر تسلط رہا اسی طرح ان لوگوں نے نہ عالم عرب کو بخشا اور نہ افریقہ کو۔ جب استعمار سے عالم اسلام نے ایک طویل اور صبر آزما جدوجہد کے بعد اس صدی میں بالآخر آزادی حاصل کر لی تو عالم عیسائیت نے ظلم و بربریت اور اجارہ داری کا کام امریکہ کے سپرد کر دیا جو گزشتہ ساٹھ ستر برس سے مسلمانوں کو بری طرح جھنجھوڑ رہا ہے۔ لیکن اطمینان بخش بات یہ ہے کہ الحمدللہ مسلمانوں میں جذبہ جہاد اور حق خودارادیت کا عنصر بیدار ہو چکا ہے۔ رومن چرچ اور پاپائیت نے دوسرے مذاہب پر مظالم ڈھانے کے علاوہ خود اپنے ہم مذہبوں کو بھی نہیں بخشا۔

کلیسا اور پاپائیت کے عیسائیوں پر مظالم:

خود کلیسا اور پاپائیت نے اپنے ہی ہم مذہبوں پر جو مظالم ڈھائے ہیں وہ بھی تاریخ کا ایک عبرتناک باب ہے۔ کلیسا نے اپنی اجارہ داری اور من مانی کے خلاف مختلف ہتھکنڈے اپنائے۔ اسی سلسلہ میں مذہبی عدالتیں جو 1231ء میں پوپ گریگری نہم نے قائم کیں اور اسی طرح سپین میں بھی 'قسطیلہ' میں 1290ء میں یہ عدالتیں شروع

کی گئیں۔ان عدالتوں میں دوطرح کے مجرم پیش کیئے جاتے تھے۔

(ا) پوپ کی طریق زندگی اور اسکے مذہب سے مخالفت کرنے والے۔

(۲) مروجہ مذہب کے خلاف علمی وتمدنی ترقی میں حصہ لینے والے۔

ان عدالتوں نے تین لاکھ سے زائد مذہبی دانشوروں اور دیگر اصلاح پسندوں کو قتل کیا آزادئ نسواں کے ''علمبرداروں'' نے ہزاروں عورتوں کو زندہ جلایا۔سائنس وٹیکنالوجی کے نام لیوا یورپ نے ہزاروں سائنسدانوں کو نہ صرف طرح طرح کی اذیت ناک سزائیں دیں بلکہ انہیں بیدردی سے قتل بھی کیا گیا۔اٹلی کے معروف سائنسدان گیلیلیو گیلیلی (1642ء - 1564ء) کو زمین کے سورج کے گرد گھومنے کے نظریے کی پاداش میں طویل ترین قید و بند کی صعوبتوں سے گزارا گیا۔

اسی طرح ''وینی نی'' جو مسئلہ ارتقا پر ایمان رکھتا تھا اسکی زبان کاٹ لی گئی اور آگ میں زندہ جلا دیا گیا۔ ''ہیاشیہ'' افلاطون کی تصانیف کی معروف مفسرہ تھیں۔اسکو بھی سزائے موت دی گئی۔''کوپرنیکس'' نے زمین کی گردش اور آسمان کا ساکت ہونا ثابت کرنے کی کوشش کی تو اسکو بھی ذلیل کیا گیا اور وہ کسمپرسی کی حالت میں ہلاک ہوا۔''برونو'' جو ''کوپرنیکس'' کے نظریے کی تائید کرتا تھا اسے بھی سات برس تک جیل میں ڈالا گیا۔اور پھر آگ میں زندہ جلا دیا گیا۔ اسی طرح یورپ میں بے شمار عورتوں کو جادو اور دیگر علوم سیکھنے کے الزام میں بیدردی کے ساتھ قتل کر کے انکی لاشیں تک جلادی گئیں۔تاکہ دوسرے لوگ ان سزاؤں سے عبرت حاصل کرسکیں۔

کلیسا اور پاپائیت نے اپنے اقتدار کے بھینٹ علم وفضل کے ہزاروں ستاروں کو ہمیشہ کیلئے بجھا کر رکھ دیا۔ (یہ صرف چند مثالیں ہیں جو اختصار کے ساتھ بیان کی گئیں۔) آخر کار کلیسا کے ان مظالم کے خلاف جرمن نژاد پادری مارٹن لوتھر (1546ء - 1483ء) نے علم بغاوت بلند کیا۔اور روم جا کر 31 دسمبر 1517ء میں ''وٹن برگ'' کے گرجا کے دروازے پر اپنے پچانوے نکات پر مشتمل تنقیدی مضمون چسپاں کر دیا۔مارٹن لوتھر جہاں پاپائیت کے تسلط اور بعض مذہبی قوانین کا باغی تھا وہیں اس نے کلیسا کی طرف سے جاری کئے گئے ''معافی ناموں'' کی بھرپور مخالفت کی۔ یہ معافی نامے جو ہر شخص چند روپوں میں حاصل کرسکتا تھا۔ہر قسم کے گناہ کی معافی کیلئے چرچ نے نرخ مقرر کر رکھے تھے ۔مثلاً کسی کی عصمت دری پر ۹ شلنگ' اسقاطِ حمل کی معافی کیلئے 1/2 3 شلنگ' عدالت میں جھوٹی قسم کے 9 شلنگ' لونڈی رکھنے کے 1/2 10 شلنگ۔اسکے علاوہ آئندہ جو گناہوں کا ارادہ رکھتا ہو اس کی معافی بھی پیشگی وصول کی جاسکتی تھی۔یہ معافی نامے ''جنت کے پروانے'' باقاعدہ تحریری طور پر سرٹیفیکیٹ کی صورت میں جاری کئے جاتے تھے۔

مارٹن لوتھر نے اس پہلو کو بہت زیادہ اچھالا۔آخر چرچ نے 1521ء میں اسے بدعتی قرار دیا لیکن اسکی

تحریک پھر بھی آگے بڑھتی رہی اور باقاعدہ عیسائیت کی ایک شاخ پروٹیسٹنٹ فرقے کے نام سے معرض وجود میں آئی۔ مارٹن لوتھر سے پہلے بھی پاپائیت کے خلاف کئی لوگوں نے مختلف ادوار میں آوازیں اٹھائیں جیسے ''بوہیمیا'' میں جان ہئس اور چودھویں صدی عیسوی میں انگریز عالم جان ویکلف اور فرانسیسی پیٹر والڈو وغیرہ وغیرہ نے کافی اصلاحی کوششیں کیں۔ ویکلف پادری جو آکسفورڈ میں پروفیسر بھی تھا اور اس نے سب سے پہلے انجیل کا انگریزی میں ترجمہ بھی کیا (اس سے پہلے بائبل کا ترجمہ انگریزی یا دوسری زبانوں میں ممنوع تھا۔) اسکو کلیسا کی مخالفت اور ترجمہ کرنے کی پاداش میں مرنے کے 31 برس بعد 1415ء میں کلیسا کی ایک مجلس کے فیصلے کے مطابق سزا کے طور پر قبر سے اسکی ہڈیاں نکلوا کر آگ میں جلادی گئیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ظلم وتعصب ہوسکتا ہے؟

اسی طرح چیکوسلواکیہ کے جان ہیس جو ''بریگ'' یونیورسٹی کا صدر مدرس تھا اس نے بھی کلیسا کی من مانیوں کی مخالفت ویکلف کی طرح جاری رکھی۔ شہنشاہ نے اسے جان کی امان دے کر سوئٹزرلینڈ کی مجلس کلیسا میں طلب کیا' اور اس کو اپنے نظریے سے انحراف کرنے کیلئے کہا گیا۔ لیکن اس نے انکار کردیا بادشاہ اور کلیسا نے جان کی امان دینے کے باوجود اس محبوب اور ہر دلعزیز علمی شخصیت کو لوگوں کے سامنے 1415ء میں زندہ جلادیا گیا۔

مارٹن لوتھر کی تحریک انہی باغی صداؤں کی بازگشت کا نتیجہ تھی۔ اسکے علاوہ عالم عیسائیت کے کیتھولک' آرتھوڈکس اور پروٹسٹنٹ فرقوں نے اب تک لاکھوں افراد کو تعصب کی بنا پر خود قتل کیا۔ یہ کشمکش اب بھی آپ کو انگلینڈ اور آئرلینڈ میں دیکھنے کو ملے گی۔ بعد میں پروٹسٹنٹ مذہب کے بھی دو فرقے ہوگئے اور ان میں بھی پھوٹ پڑ گئی' ایک فرقہ لوتھر اور دوسرا کالوین کو منسوب ہوا۔ اسی طرح عیسائیت کے گڑھ یورپ کی باہمی تیس سالہ جنگ (1648ء - 1618ء) میں بھی مختلف پادریوں نے گھناؤنا کردار ادا کیا۔ جیسے فرانس کے کارڈنیل ویٹر نے برطانیہ کے خلاف سیاسی دباؤ کو مزید ابھارا۔ عہد حاضر میں مسلمانوں کو یہ غلط فہمی ہے کہ پوپ جان پال یا رومن چرچ پر عالم عیسائیت کا مکمل اتفاق ہے لیکن پروٹسٹنٹ فرقہ نے تاجِ برطانیہ کو کلیسا کا سربراہ تسلیم کیا ہوا ہے اور یہ انہی کو اپنا ''قبلہ'' مانتے ہیں۔ اس سے قبل بھی ماضی میں 1378ء میں مجلس کلیسا میں اختلاف ہوگیا تھا۔ اور دونوں فرقوں نے اپنے اپنے جدا پوپ منتخب کر لئے تھے۔ ایک پوپ روم (ویٹ کن سٹی) میں رہائش پذیر تھا اسے مقدس رومی سلطنت کا شہنشاہ اور شمالی یورپ کے بیشتر ممالک پوپ تسلیم کرتے تھے اور دوسرا ''مخالف پوپ'' کے نام سے مشہور ہوا۔ ''وہ ادیبوں میں رہتا تھا'' اسے فرانس کے بادشاہ اور چند دوسرے طبقے تسلیم کرتے تھے۔ تقریباً چالیس سال تک یہ مخاصمت کی صورتحال جاری رہی۔ دونوں پوپوں نے ایک دوسرے کو ملعون اور کافر قرار دیا۔ بعد میں اگرچہ 1417ء میں صلح ہوگئی لیکن یورپ پر اس تنازعہ نے بھی گہرا اثر ڈالا۔ تب سے یورپ لامذہبیت' میٹریل ازم اور ماڈرن ازم کی شاہراہ پر چل رہا ہے جو کہ

سراسر گھاٹے کا سودا ہے۔ مذہب میں اعتدال اور جدیدیت اور قوت برداشت کا عنصر لازمی طور پر ہونا چاہیے۔ لیکن سراسر بغاوت اعراض اور مخالفت پہلے زندیقیت اور بعد میں دہریت کی شکل اختیار کرلیتی ہے۔ انسان اور مذہب کے درمیان کا تعلق ایک لازوال رشتہ کا سا ہے۔ اسلئے ڈاکٹر ''رینان'' نے کہا ہے کہ ''مذہبی جبلت انسان میں ایسی ہی فطری ہے جیسے چڑیوں میں گھونسلے بنانے کا جذبہ فطری ہے۔'' اور باقی مغرب کے فلسفی اور دانشور جیسے نیٹشے' کانٹ استنوری وغیرہ برملا کہتے ہیں کہ ''نفس انسانی کا جو ہر مذہبی احساس ہے اور تمدنی زندگی کیلئے مذہب بمنزلہ روح کے ہے۔''

عیسائیت اور نسلی ولسانی تعصب

عالم عیسائیت نے دوسری جنگ عظیم میں تقریباً آٹھ لاکھ یہودیوں کو قتل کیا۔ اسکے پیچھے مارٹن لوتھر کی پھیلائی گئی نفرت کارفرما تھی۔ کیونکہ اسے سامیوں سے شدید نفرت تھی مارٹن لوتھر کی یہی تعصب سے پُر نفرت آمیز تحریریں نازیوں کیلئے مہمیز ثابت ہوئیں۔ اسی وجہ سے یہودیوں پر بے شمار مظالم ڈھائے گئے گوکہ یہودیوں نے جو بویا تھا وہی کاٹا۔ اسی طرح مسلمانوں کے قتل عام اور دشمنی میں عیسائیوں کی صلیبی جنگوں میں مسلمانوں کے ہاتھوں شکست کا انتقام ہمیشہ سے کارفرما رہا ہے۔ ماضی میں پرتگالیوں' ولندیزیوں' فرانسیسیوں اور برطانویوں کی عالم اسلام کے خلاف وقفے وقفے سے شورشیں اور استعمار کی صورت میں عالم اسلام پر قابض ہونے میں وہی پرانی مخاصمت اور تعصب کارفرما رہا ہے۔ اور ابھی حال ہی میں سوویت یونین کی شکست کے بعد امریکی نیوورلڈ آرڈر کا آنا اور مسلمانوں کے خلاف اسکا بنیاد پرستی' انتہاپسندی' تخریب کاری جیسے منفی پروپیگنڈے کا پرچار کرنا پرانے تعصب کا ایک تسلسل ہے۔ اسی طرح ابھی حال ہی میں متحدہ یورپ کا معرض وجود میں آنا بھی دراصل مسلمانوں کے خلاف نئی صلیبی جنگوں اور اسکی حاکمیت تسلیم کرانے کا عندیہ دینا ہے۔ امریکہ اور بھارت کے نئے تعلقات میں بھی مابہ الاشتراک مسلمانوں کی دشمنی ہی ہے۔ امریکی صدر بل کلنٹن نے حالیہ دورہ جنوبی ایشیا میں نئی دہلی میں بھارت کو اپنا فطری حلیف قرار دیا ہے۔ امریکی صدر سے پہلے یہ نظریہ ایک بہت بڑے امریکی دانشور نے نئی دہلی میں بانگ دہل پیش کیا تھا ''بھارت ہمارا فطری حلیف ہے ہمارا کلچر اقتصادی اور سیاسی نظام بھی بہت قریب قریب ہے۔ اور اسی طرح ہم مسلمانوں کی دشمنی میں ایک ہی موقف رکھتے ہیں اور ہم ہندوازم کو عیسائیت کے بہت قریب سمجھتے ہیں۔'' یہ تمام حالات مسلمانوں کے پیش نظر ہیں لیکن اس کا مقابلہ کرنے کیلئے ان میں کوئی تیاری نہیں پائی جاتی۔ پوپ اور کلیسا نے مسلمانوں سے بظاہر معافی مانگ لی ہے لیکن مفاہمت' صلح جوئی اور باہمی اخوت اور مساوی حقوق کا کوئی بھی پہلو اس تقریب کی زینت نہ بن سکا۔ نہ ہی انہوں نے کوئی صلح وصفائی کا ایجنڈا پیش کیا اور نہ ہی زمانہ حال کے مظلوم اور قہر زدہ مسلمانوں کے زخموں کیلئے کوئی مداوا پیش کیا۔